www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

مسئلہ رؤیتِ ہلال

عید الاضحیٰ کی آمد آمد ہے اور رؤیتِ ہلال کے بارے میں بحثوں کا سلسلہ پھر سے جاری ہے۔ سرحد کے لوگ اگر اپنی رؤیت کے اعتبار سے دینی تہوار منانے پر مصر ہیں تو دوسری طرف وحدتِ امت کے تقاضے کے طور پر تمام عالم اسلام میں ایک ہی دن مذہبی تہوار بالخصوص عیدیں منانے کا مطالبہ بھی سنائی دے رہا ہے۔ یوں تو صدیوں سے مسلمان رؤیت ہلال پر مبنی اپنی مستقل تقویم Calender پر عمل کرتے آرہے ہیں، اس طرح مخصوص تہواروں کے حوالے سے بھی امتِ مسلمہ کا ایک واضح موقف ہے۔ چنانچہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی یہ مسئلہ کچھ اس طرح سے موضوعِ بحث نہیں جس طرح وطن عزیز میں اس پر گرما گرم بحث ہوتی ہے جس کی کچھ مخصوص علاقائی وجوہات بھی ہیں چنانچہ ضروری ہے کہ اس مسئلے کا پاکستان کے مخصوص پس منظر میں جائزہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے، تاکہ شرعی دلائل اور موقف کے متعلق کسی شک وشبہ کا امکان نہ رہے، اس کے باوجود دینی تقاضوں اور حکمتوں سے بے خبر اپنی بانسری الگ بجانے والوں کو کوئی روک نہیں سکتا کہ وہ جو جی میں آئے، کہتے پھریں......

ان ادارتی صفحات میں پہلے تو وہ مراسلت شائع کی جارہی ہے جو مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا عبداللہ اور حافظ صلاح الدین یوسف کے مابین ان مسائل پر ہوئی۔ بعد میں اس مغالطے کی شرعی حیثیت بھی بالاختصار پیش کی گئی ہے کہ ”کیا عالم اسلامی میں ایک ہی دن عید منانے کی گنجائش موجود ہے“ **محدث** کو اس موضوع سے خصوصی مناسبت اس لئے بھی ہے کہ ایک طرف مدیر اعلیٰ محدث اگر مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے رکن ہیں تو دوسری طرف حافظ صلاح الدین یوسف صاحب بھی ایک عرصہ یہ ذمہ داری ادا کرتے رہے ہیں۔ اس طرح ہر دو فاضل حضرات رؤیتِ ہلال کے شرعی تقاضوں کے ساتھ ساتھ واقعاتی طور پر پیش آنے والے مسائل سے بھی آگاہی رکھتے ہیں۔ زیر نظر تحریر اگرچہ اس موضوع پر مکمل جامع نہیں اور بہت سے شبہات واعتراضات کی بابت مزید وضاحت کی ضرورت باقی ہے لیکن ایک بنیادی بحث ہونے کے ناطے اس میں کافی اُصولی باتیں آگئی ہیں، عنقریب اس موضوع کے دیگر تشنہ حصوں کو بھی محدث میں شائع کیا جائے گا۔ اس حوالے سے قارئین کے پاس اگر کوئی استفسارات ہوں تو وہ بھی ارسال کرسکتے ہیں...... (حسن مدنی)

استفتاء مولانا محمد عبداللہؒ (چیئرمین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی، پاکستان وخطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد)

حامدا ومصلّیا ومسلما .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات علماء کرام اور مفتیانِ شرعِ متین سے رؤیتِ ہلال کمیٹی کے باب میں رہنمائی کی درخواست کی جاتی ہے کیونکہ جب سے مجھ پر رؤیتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے روزہ اور عید وغیرہ کے چاند کے بارے میں فیصلہ کرنے کی ذمہ داری آن پڑی ہے تو میں نے یہ تہیہ کیا ہے کہ اس ذمہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

داری کو شریعت کے مطابق پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا...... ان شاء اللہ!

(۱) صوبہ سرحد کے بعض علاقوں میں حکومتی کمیٹی کے فیصلوں پر عمل نہیں ہوتا بلکہ انہوں نے آپس میں اپنی کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جن کے فیصلوں پر وہ عمل کرتے ہیں۔ایسی کمیٹیوں کے وجود کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) مذکورہ کمیٹیوں کے فیصلوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ صرف گواہوں کی عدالت پر فیصلہ سنا دیتی ہیں اور اس فیصلہ میں ان کے بقول یہ دیکھنا بھی ضروری نہیں ہے کہ چاند درائتی قواعد کے مطابق نظر آنا بھی ممکن ہے یا نہیں؟ اور اس کی ولادت ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ یعنی وہ اُفق پر موجود بھی ہے یا نہیں؟

اب ایسی واضح بات (جس پر سارے علماءِ فلکیات متفق ہیں اور ان میں اس پر کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا نیز اسی ولادتِ قمر پر سورج گرہن کا بھی انحصار ہے جو لاکھوں کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ بالکل اسی وقت ہوتا ہے جس پر ولادتِ قمر کا وقت بتایا جاتا ہے) کو بھی اگر وہ حضرات قابل اعتبار نہیں سمجھتے تو دوسرے درائتی قوانین جن کا درجہ اس قانون سے بھی کہیں کم تر کا ہے، یہ حضرات ان کا کیا خیال رکھ سکتے ہیں؟ جواب طلب بات یہ ہے کہ کیا ہم اس مسئلے میں ان کی تقلید کر سکتے ہیں کہ صرف گواہوں کی عدالت پر ہی فیصلہ کر دیں اور یہ نہ دیکھیں کہ چاند درائتی قوانین کے مطابق نظر آسکتا ہے یا نہیں؟ اور وہ اس روز اُفق پر موجود بھی ہے یا نہیں؟

یہاں مشکل بات یہ ہے کہ اگر ولادتِ قمر سے پہلے چاند کے نظر آنے کا اعلان کر دیا جائے تو اگلے روز چاند کے واضح طور پر آنے کی اُمید نہیں ہوتی جس سے یہ تفاصیل جاننے والے حضرات بہت پریشان ہوتے ہیں اور ان میں بعض شرعِ متین کی توہین کے مرتکب بھی ہو سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر رات کو چاند ۵:۹ پر پیدا ہونے والا تھا، اس لیے اگلے دن باوجود موسم صاف ہونے کے جیسا کہ فلکیات کے ماہرین بتاتے تھے صوبہ سرحد میں کہیں بھی چاند نظر نہیں آیا تھا حالانکہ ہر جگہ اس کے دیکھنے کی پوری کوشش کی گئی تھی اور جیسا کہ توقع تھی کہ چاند کی اطلاع کراچی اور بلوچستان سے آسکتی ہے چنانچہ وہیں سے شہادتیں وصول ہوئیں اور ان کی شہادتوں پر میں نے چاند کے نظر آنے کا اعلان کیا تھا۔

ان علماءِ کرام کا مطالبہ ہے کہ ہم بھی اُن کی شہادتوں کو لے کر ان پر فیصلہ کریں جس کے لیے اس دفعہ انہوں نے پوری کوشش کی لیکن ولادتِ قمر سے پہلے چاند کے نظر نہ آنے کا سو فیصد یقین ہونے اور پورے ملک میں چاند کے کہیں اور سے نظر نہ آنے کے باوجود اگر ہم ان کا یہ مطالبہ مان لیں تو کیا شریعت اس فیصلہ کو تسلیم کرے گی؟ اس ضمن میں یہ بھی ایک مشکل ہے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کا فیصلہ قاضی کی شرحِ صدر پر ہوتا ہے۔ایسی بدیہی رکاوٹوں کے ساتھ قاضی کا شرحِ صدر کیسے ممکن ہو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سکتا ہے؟

(۳) ان کے برعکس دوسری طرف کچھ علمائے کرام یہ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں جب کہ چاند کی پیدائش ہی نہ ہوئی ہو اور غروبِ شمس کے وقت وہ اُفق پر موجود ہی نہ ہو تو پھر آنے والی شہادتوں پر خوب جرح کر کے تحقیق کی جائے کہ کہیں ان حضرات کو دیکھنے کا سہو تو نہیں ہوا، اس کے بعد فیصلہ قاضی اپنے شرحِ صدر پر کرے۔

میرا سوال یہ ہے کہ کیا صوبہ سرحد کی غیر حکومتی کمیٹی کے علمائے کرام کی بات کو اس طرح تسلیم کیا جائے اور درائتی مسلمہ قواعد کو ترک کر کے صرف عادل شواہد پر ہی فیصلہ کیا جائے یا دوسرے علما کرام کی بات مانی جائے کہ مسلمہ درائتی قواعد کے مطابق جس دن غروبِ آفتاب سے پہلے چاند کی ولادت نہ ہوئی ہو یا چاند اس دن سورج غروب ہونے سے پہلے غروب ہو چکا ہو تو اُس دن چاند نظر آنے کی جملہ شہادتوں کو قبول نہ کیا جائے۔ اس میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور اپنی تحقیق اور حتمی رائے قرآن وحدیث کی روشنی میں عطا فرمائیں۔ یہ چونکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اس لیے درخواست ہے کہ اس پر ترجیحی طور پر توجہ فرما کر جلد جواب سے سرفراز فرمائیں، میں آپ کا ممنون ہوں گا۔ جزاکم اللہ

جواب مولانا حافظ صلاح الدین یوسف

گرامی قدر مولانا محمد عبداللہ صاحب چیئرمین مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی، پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!...... آپ کے سوالات کے مختصر جوابات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) جس ملک میں سرکاری طور پر رؤیتِ ہلال کے لیے کوئی کمیٹی یا ادارہ نہ ہو، وہاں اس کام کے لیے اپنے طور پر کمیٹی بنا لینا جائز بلکہ ضروری ہے۔ لیکن جہاں سرکاری طور پر ایسا انتظام موجود ہو اور وہ کمیٹی حکومتی اثر ونفوذ سے بھی پاک اور آزادانہ کام کرنے کا اختیار رکھتی ہو، تو وہاں اپنے اپنے طور پر کمیٹیوں کا قیام محل نظر ہے۔ اس طرح محاذ آرائی اور انتشار ہوگا، جسے اسلام نے سخت ناپسند کیا ہے۔

حکومتِ پاکستان اگرچہ اسلامی حکومت کے جملہ تقاضے پورے نہیں کرتی، تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر وہ اسلام کے کسی تقاضے کو پورا کرتی ہے تو اس میں بھی اس کے ساتھ تعاون کرنے سے گریز کیا جائے۔ بلکہ ایسی صورت میں ''ما لا يدرك كله لا يترك كله'' کے اصول کے تحت، اس کے اچھے اور مفید کام کی تحسین کرنی چاہیے اور اس میں تعاون بھی کرنا چاہیے۔ حکومت کے بعض مفید اور مستحسن کاموں میں ایک کام رویتِ ہلال کمیٹی کا قیام اور اسے آزادانہ طور پر کام کرنے کا اختیار دینا بھی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ عہدِ صحابہ وتابعین میں اس قسم کی کمیٹیوں کا وجود نہیں تھا، لیکن اس دور میں اگر اس کی ضرورت محسوس نہیں گئی، تو اَب جبکہ حالات اس کا تقاضا کرتے ہوں، ان کا قیام ناجائز نہیں ہو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گا، کیونکہ یہ ایک انتظامی ضرورت اور معاملہ ہے، انتظامی معاملات میں جائز اور ناجائز کی بحث ہی سرے سے غلط ہے جب کہ اس سے شریعت کی کسی نص کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ اور راقم کے خیال میں زیرِ بحث کمیٹی کے قیام اور طریق کار سے کسی نص شرعی کی مخالفت نہیں ہوتی۔

راقم خود بھی مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا رُکن رہا ہے، اس لیے یہ بات خود اس کے تجربہ و مشاہدہ کا حصہ ہے کہ یہ کمیٹی بالکل آزادانہ کام کرتی ہے۔ حکومت بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی طرح بھی مداخلت نہیں کرتی، علماء یعنی اراکین کمیٹی تمام صوبوں کی ذیلی کمیٹیوں سے رابطہ کرتے ہیں اور ان سے معلومات حاصل کرتے ہیں یا لوگ اَز خود ان کو اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔ پھر وہ علما ان اطلاعات کی روشنی میں اپنے طور پر فیصلہ کرتے ہیں۔ کسی بھی مرحلے میں حکومت اس میں دخل انداز نہیں ہوتی۔ بنا بریں یہ مرکزی کمیٹی اور ذیلی کمیٹیاں اپنے مقصدِ وجود اور طریق کار کے لحاظ سے بالکل صحیح ہیں، ان میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۲) صوبہ سرحد کی غیر سرکاری کمیٹیوں کا طرزِ عمل صحیح نہیں ہے، اسی لیے ان کی تقلید نہیں کی جاسکتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ چاند کے اثبات کے لیے رؤیت (دیکھا جانا) ضروری ہے، اس کے بغیر چاند کا تحقّق ممکن ہی نہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ رصد اور فلکیات کا جو علم ہے اور جو صدیوں کے تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے، اسے سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ دی جائے۔ بلکہ ہم جس طرح طلوع وغروبِ آفتاب، زوال اور طلوعِ فجر وغیرہ میں علم رصد پر اعتبار کرتے ہیں اور اسی علم کی بنیاد پر مذکورہ اوقات کا تعین کرتے اور انہیں تسلیم کرتے ہیں اور اس کی بنیاد پر دائمی اوقات نامے بنائے ہوئے ہیں، اسی طرح جب علم رصد کی رُو سے غروبِ شمس کے وقت چاند کی وِلادت ہی متحقق نہ ہو، تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اس وقت چاند اُفق پر نظر آجائے۔

اللہ تعالیٰ اگرچہ اسباب کا پابند نہیں ہے لیکن اس کی مشیت و حکمت کے تحت نظام کائنات اسباب کے مطابق ہی چل رہا ہے۔ کائنات کی آفرینش سے لیکر آج تک اس میں تبدیلی نہیں آئی ہے۔ چاند کی وِلادت اس کے وجود و ظہور کا سبب ہے، جب تک یہ سبب (ولادت) نہ ہوگا، چاند اُفق پر نظر ہی نہیں آسکتا۔ اور رصد و فلکیات کا علم اسی سبب کے جاننے کا نام ہے، وہ اس علم کی رُو سے چاند کی رفتار کا جائزہ لیتا ہے، اس کی ولادت کا تعین کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ وہ اُفق پر کب ظاہر ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس علم کا انکار کیا جاسکتا ہے، نہ اس سے استفادے کو ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ جس طرح ہم طلوع وغروبِ آفتاب کے اوقات کے تعین میں اس علم پر اعتماد کرتے ہیں، ہمیں چاند کی ولادت و عدمِ ولادت اور اس کے امکانِ ظہور و عدمِ امکانِ ظہور میں بھی اس کی معلومات کو تسلیم کرنا چاہیے۔

بنا بریں مسلمہ درایتی قواعد کی رو سے جس دن غروبِ آفتاب سے پہلے چاند کی وِلادت نہ ہوئی ہو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یا چاند اس دن سورج غروب ہونے سے پہلے غروب ہوچکا ہو تو اس دن یقیناً چاند نظر آنے کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔ لیکن اس دن اگر کچھ لوگ دعویٰ کریں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے تو ان کا یہ دعویٰ سخت محل نظر ہوگا، کیونکہ یہ دعویٰ ایسا ہی ہوگا جیسے سورج غروب ہو چکا ہو لیکن دعویٰ کرنے والے دعویٰ کریں کہ ابھی غروب نہیں ہوا۔ یا سورج نکل چکا ہو، لیکن دعویٰ کرنے والے دعویٰ کریں کہ سورج ابھی نہیں نکلا۔ ایسی صورت میں یقیناً رؤیتِ ہلال کا دعویٰ کرنے والوں کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرنی چاہیے۔ محض چند لوگوں کی گواہی پر رؤیت کا فیصلہ کر لینا صحیح نہیں ہوگا۔ بالخصوص جب کہ زیر بحث معاملے میں مخصوص علاقوں کے لوگوں کی گواہی بھی، تجربات و واقعات کی رُو سے مشکوک ہو۔

(۳) یہ ایک نہایت قابل غور معاملہ ہے کہ ہر سال یہ مسئلہ صرف صوبہ سرحد کے لوگوں کی وجہ سے اختلاف وافتراق کا باعث بنتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟...... دوسرے صوبوں میں ایسا کیوں نہیں ہوتا؟

اس کی وجہ بعض علما، اہل سرحد کا دوسرے صوبوں کے مقابلے میں، زیادہ دین دار ہونا بتلاتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہ یوں ہی شور مچا دیتے ہیں: "چاند ہو گیا اور کل عید ہے یا روزہ ہے۔" راقم جب مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا رکن تھا تو صوبہ سرحد کے دو نمائندے اس میں شامل تھے، وہ دونوں اختلافِ مسلک کے باوجود اِس بات پر متفق تھے کہ رؤیتِ ہلال کے بارے میں سرحد کے لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ یوں ہی چاند ہونے کا اعلان کر دیتے ہیں۔

مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی کے موجودہ چیئرمین مولانا عبد اللہ صاحب☆ نے اس سال اس امر کا ذاتی مشاہدہ حاصل کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ۲۹ر شعبان ۱۴۱۸ھ کو، جب کہ سرحد میں یکم رمضان تھی، اور وہاں ۲۸ر شعبان کو ۳۰ آدمیوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی تھی اور اسی بنا پر وہاں مقامی کمیٹی نے روزے رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ میں نے وہاں کے بعض علما سے کہا کہ آج آپ کے حساب سے رمضان کی دوسری رات ہے اور آج چاند واضح اور صاف نظر آنا چاہیے۔ جب کہ فلکیات والوں کا کہنا یہ تھا کہ آج چاند بلوچستان اور سندھ کے بعض علاقوں میں ممکن ہے نظر آجائے، اس کے علاوہ کہیں نظر آنے کا امکان نہیں ہے۔ چنانچہ میں ان علمائے سرحد کو لے کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا، ہمارے ساتھ سینکڑوں آدمی اور بھی تھے، لیکن بسیار کوشش کے باوجود چاند نظر نہیں آیا۔ بلکہ پورے سرحد سمیت کہیں بھی نظر نہیں آیا، اور تھوڑی دیر کے بعد صرف بلوچستان سے چاند دیکھے جانے کی اطلاع ملی، جس کی بنیاد پر مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی نے چاند کے ہونے کا فیصلہ اور اعلان کیا۔ اس ایک واقعے نے دونوں باتوں کا فیصلہ کر دیا۔

(i) رؤیتِ ہلال کے بارے میں اہل سرحد کی گواہی معتبر نہیں اور جو علما مرکزی رؤیتِ ہلال

☆ مولانا محمد عبد اللہ مرحوم مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۸ء کو دہشت گردی کے ایک واقعہ میں شہید کر دیئے گئے۔ (محدث)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کمیٹی اور اس کے طریق کار سے ہٹ کر اپنے طور پر رؤیت کا فیصلہ کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے اور ان کا یہ طرزِ عمل مستقل انتشار واختلاف کا باعث ہے۔

(ii) اہل فلکیات کی رائے کو قرارِ واقعی اہمیت نہ دینا بھی غلط ہے۔ فلکیات کا یہ علم صدیوں کے مسلسل تجربات ومشاہدات پر مبنی ہے، اس سے استفادہ کرنا اور اس سے وابستہ افراد کی رائے کو اہمیت دینا ضروری ہے۔ نیز اس کا شریعت سے کوئی تصادم بھی نہیں ہے، اس لیے ان کی رائے کو آسانی سے جھٹلانا ممکن ہے، نہ جھٹلانے کی ضرورت ہی ہے۔ البتہ اگر کبھی (کسی نادِر صورت میں) واقعی اہل فلکیات کی رائے مشاہدے کے خلاف ہو تو مرکزی رؤیتِ ہلال کمیٹی قرائن وشواہد اور گواہوں، گواہیوں کی حیثیت کا تعین کرکے اس کے خلاف فیصلہ سنا سکتی ہے۔ یہ نہ کوئی مشکل بات ہے، نہ اس سے فلکیات کی بے اعتباری کا اثبات ہوتا ہے۔

کیا پورے عالم اسلام میں عید ایک ہی دن منائی جا سکتی ہے؟

چند دن گزرے، ایک استفتاء دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک سے علماء کرام کے نام موصول ہوا ہے جس کا تعلق اس امر سے ہے کہ ''پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن عید ہو اور ایک ہی دن روزے کا آغاز واختتام ہو''۔ فاضل مستفتی نے، جو ایک عالم دین، محقق اور مفتی ہیں، اپنے دلائل میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ احناف، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اختلافِ مطالع کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لیے عالم اسلام کے کسی ایک خطے میں اگر رؤیتِ ہلال کا اثبات ہو جائے، تو اسے پورے عالم اسلام کے لیے تسلیم کرکے تمام اسلامیانِ عالم ایک ہی دن عید الفطر وعید الاضحیٰ منائیں اور ایک ہی دن روزوں کا آغاز واختتام کریں۔

لیکن ہمارے فہم شریعت کی رو سے ایسا کرنا صحیح نہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عیدین اگرچہ مسلمانوں کے ملی تہوار ہیں۔ لیکن یہ دوسرے مذاہب کے سے ملی تہوار نہیں، جن میں وہ لوگ تہوار کی سرمستی میں ہر چیز کو فراموش کر دیتے ہیں حتیٰ کہ تمام اخلاقی قدروں اور ضابطوں اور تمام بندھنوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ اسلام میں عیدین کا آغاز بھی اللہ کی تکبیر وتحمید اور اس کی بارگاہ میں دوگانہ ادا کرکے اس کے سامنے عجز ونیاز کے اظہار سے ہوتا ہے اور پھر کسی بھی مرحلے میں اس آزادروی کی اجازت نہیں ہے جس کا مظاہرہ عیدین کے موقعوں پر دوسرے لوگوں کی دیکھا دیکھی اور نقالی میں، جاہل مسلمانوں اور شریعت سے ناآشنا لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ وہ بھی خدا فراموش اور اخلاقی حدود سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اسلام میں عیدین کی حیثیت ملی تہوار کے علاوہ عبادت کی بھی ہے۔ اور رمضان المبارک تو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہی عبادات کا خصوصی مہینہ۔ اس لئے ان میں وحدت کا اہتمام غیر ضروری ہے۔ جس طرح عالم اسلام میں بلکہ ایک ملک میں بھی نمازوں کے اوقات میں فرق وتفاوت ہے، اور اسے وحدت کے منافی نہیں سمجھا جاتا، تو عالم اسلام میں رؤیتِ ہلال کے حساب سے الگ الگ دن عیدین اور رمضان کے آغاز کو، عالم اسلام کی وحدت کی منافی کیوں سمجھا جائے؟ اپنے اپنے حساب سے ہر ملک میں الگ الگ عید منائی جاسکتی ہے اور رمضان کے روزے رکھے جاسکتے ہیں۔ شریعت نے ایسا کوئی حکم دیا ہے اور نہ اس کا کوئی اہتمام ہی کیا ہے کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ ایک ہی دن عید منائیں اور ایک ہی دن روزے رکھیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ حکم دیا گیا ہے صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته (صحیح مسلم، کتاب الصیام) "چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزے بند کرو"۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک ہر ملک میں اس کے حساب سے رؤیتِ ہلال کا اثبات نہ ہو جائے، نہ رمضان کا آغاز کرنا صحیح ہے اور نہ روزے ختم کر کے عید کا اہتمام کرنا مناسب ہے۔

جیسے ہر ملک اور علاقے میں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے، فجر کی نماز نہیں پڑھی جاسکتی اور جب تک سورج غروب نہ ہو جائے مغرب کی نماز نہیں پڑھی جاسکتی، اسی طرح رؤیتِ ہلال کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ بھی طلوع و غروب شمس کی طرح اختلافِ مطالع کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے، اس میں یکسانیت و وحدت پیدا کی جاسکتی ہے اور نہ اس کا ہمیں کوئی حکم ہی دیا گیا ہے۔ چودہ صدیوں سے عالم اسلام میں اپنے اپنے حساب سے عیدین اور رمضان کا اہتمام ہوتا چلا آرہا ہے، اسے کبھی بھی وحدت و یک جہتی کے منافی نہیں سمجھا گیا۔ اب ایسا کرنا کیوں کر وحدت کے منافی ہو جائے گا؟

بعض جلیل القدر علمائے احناف نے تو صرف پاکستان کی حد تک بھی ایک ہی دن عید منانے کو شرعی لحاظ سے غیر ضروری قرار دیا ہے...... چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> • "اگرچہ شرعی حیثیت سے اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ پورے ملک میں عید ایک ہی دن منانے کا کوئی اہتمام نہیں ہوا اور ملک کے وسیع و عریض ہونے کی صورت میں شدید اختلافاتِ مطالع کی مشکلات بھی اس میں پیش آسکتی ہیں۔ لیکن پاکستان کے عوام اور حکومت کی اگر یہی خواہش ہے کہ عید پورے پاکستان میں ایک ہی دن ہو تو شرعی اعتبار سے اس کی بھی گنجائش ہے۔ شرط یہ ہے کہ عید کا اعلان پوری طرح شرعی ضابطہ شہادت کے تابع ہو"

(جواہر الفقہ، مفتی محمد شفیع مرحوم: جلد اول، ص ۳۹۷، ۳۹۸)

اس تحریر پر مولانا مفتی محمد شفیع کے علاوہ، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا مفتی رشید احمد صاحب کے بھی دستخط ہیں اور یہ تحریر ۱۳۸۶ھ (آج سے ۳۲ سال پہلے) کی ہے۔ اس میں مذکورہ عبارت کے بعد شہادت کا وہ ضابطہ بیان کیا گیا ہے جس کے مطابق مرکزی رؤیت

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہلال کمیٹی چاند کے ہونے یانہ ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ ہم نے یہ اقتباس صرف اس لیے پیش کیا ہے کہ اس میں صرف ایک ملک کے اندر بھی عید کی وحدت کو غیر ضروری قرار دیا گیا ہے، چہ جائیکہ عالم اسلام میں ایک ہی دن عید کا اہتمام ضروری قرار دیا جائے۔ دوسرے، اختلافِ مطالع میں بہت زیادہ فرق کی صورت میں رؤیتِ ہلال میں جو مشکلات ہیں، اس کا بھی اعتراف ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اختلافِ مطالع میں بہت زیادہ فرق کو نظر انداز کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کسی ایک ملک کی حد تک، تو عیدین ورمضان میں وَحدت کا اہتمام ممکن ہے اور صحیح بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے مختلف علاقوں میں مطالع کا اختلاف زیادہ نہیں ہوتا، تھوڑا بہت جو اختلاف ہے اسے ناقابل اعتبار قرار دیا جاسکتا ہے لیکن جن ملکوں کے درمیان مطالع کا بہت زیادہ اختلاف اور فرق ہے، اسے کیوں کرنا قابل اعتبار دیا جاسکتا ہے؟ اس کے لیے جب تک کوئی معقول شرعی دلیل نہیں ہوگی، اِسے تسلیم کرنا مشکل ہے۔

عہدِ صحابہؓ کی ایک نظیر

علاوہ ازیں اس کی ایک دوسری وجہ عہد صحابہ کی ایک نظیر ہے جس سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے جو مذکورہ سطور میں پیش کیا گیا ہے...... وہ واقعہ حسب ذیل ہے:

"حضرت کریبؒ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام الفضل نے حضرت معاویہؓ کے پاس شام بھیجا۔ میں وہاں گیا اور اپنا کام پورا کیا اور ملک شام میں ہی میری موجودگی میں وہاں رمضان کا چاند ہوگیا اور یہ جمعہ کی رات تھی۔ پھر جب میں مہینے کے آخر میں مدینہ واپس آیا، تو مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے پوچھا کہ تم نے وہاں چاند کب دیکھا تھا، میں نے بتلایا کہ جمعہ کی رات کو۔ انہوں نے پوچھا، تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں میں نے بھی اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا اور اس کے مطابق ہی لوگوں نے اور حضرت معاویہؓ نے روزے رکھے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، لیکن ہم نے تو یہاں (مدینے میں) ہفتے کی رات کو چاند دیکھا تھا، چنانچہ ہم تو پورے تیس روزے رکھیں گے یا پھر (۲۹ رمضان کو) ہم چاند دیکھ لیں۔ تو میں نے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہؓ کی رؤیت اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: "نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح ہی حکم دیا ہے"...... (صحیح مسلم، کتاب الصیام: باب بیان أن لکل بلد رؤیتھم وأنھم اذا رأوا الھلال ببلد لا یثبت حکمه لما بعد عنھم)

...... صحیح مسلم میں اس واقعے پر باب کا جو عنوان دیا گیا ہے، اس کا ترجمہ ہی یہ ہے:

"اس بات کا بیان کہ ہر علاقے کے لیے ان کی اپنی رؤیت ہے، نیز یہ کہ جب کسی علاقے کے لوگ چاند دیکھ لیں تو یہ رؤیت ان لوگوں کے حق میں ثابت نہیں ہوگی جو اُن سے دور ہوں گے۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور امام نوویؒ بھی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

”وانما رأوه لان الرؤية لا يثبت حكمها فی حق البعيد“

”حضرت ابن عباس نے حضرت کریبؒ کی رؤیت کو اس لیے تسلیم نہیں کیا کہ رؤیت کا حکم دور والے لوگوں کے حق میں ثابت نہیں ہوتا“

امام ترمذیؒ نے بھی یہ واقعہ اپنی سنن ترمذی کے ابوابُ الصوم میں نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے: "باب ماجاء لكل أهل بلد رؤيتهم"

”اس بات کا بیان کہ ہر علاقے کے لیے ان کی اپنی رؤیت ہے“

بہر حال اس میں واضح طور پر موجود ہے کہ صحابیِ رسول ﷺ حضرت ابن عباسؓ نے مدینے والوں کو لیے شام کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا، جس سے اسی موقف کا اثبات ہوتا ہے کہ پورے عالم اسلام کے لیے کسی ایک ہی علاقے کی رؤیت کافی نہیں ہے۔ اور احادیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "لا تصوموا حتى تروا الهلال ولاتفطروا حتى تروه فان اغمي عليكم فاقدروا له" (صحیح مسلم، کتاب الصیام: باب وجوبِ صوم رمضان......)

”اور اس وقت تک روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اس وقت تک روزہ رکھنا بند نہ کرو، جب تک چاند دیکھ نہ لو، اگر بادل چھا جائے تو پھر (تیس دن کا) اندازہ پورا کرو“

بہر حال اس تفصیل سے مقصود اس نکتے کی وضاحت ہے کہ رؤیتِ ہلال کے اثبات میں اس حد تک تو وسعت اختیار کرنے کی گنجائش موجود ہے جس کی تائید میں علم ہیئت و جغرافیہ دانوں کے صدیوں کے تجربات ہیں۔ لیکن محض یہ جذبہ کہ پورے عالم اسلام میں ایک ہی دن عید اور رمضان کا آغاز ہو، اس کی کوئی شرعی اور عقلی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے یہ جذبہ اچھا اور مخلصانہ ہونے کے باوجود ناقابل عمل ہے، کیونکہ یہ شرعی اور عقلی دلیل سے محروم ہے۔ هذا ما عندي والله اعلم بالصواب!

(حافظ صلاح الدین یوسف)

اہم اطلاع

سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ میں سود سے متعلقہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف حکومتی اپیل کی سماعت شروع ہوگئی ہے۔ جس کے لئے ملک کے نامور ماہرین معیشت، علماءِ کرام اور قانون دان حضرات کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں۔ فروری کے آخر میں موصول ہونے والے ایک عدالتی مراسلہ کے ذریعے محدث کے مدیر اعلیٰ جناب حافظ عبد الرحمن مدنی کو بھی اس ضمن میں سپریم کورٹ کی معاونت کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ بعد ازاں محترم مدیر اعلیٰ سے ٹیلی فون پر سپریم کورٹ کے ذمہ داران نے رابطہ کرکے اس کی توثیق کی ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الرحمن مدنی ضروری علمی تیاری کے بعد اسلام آباد تشریف لے جاچکے ہیں...... دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مملکت پاکستان کو سود کی لعنت سے نجات دلائے اور عدالت عظمیٰ کو شریعت پر مبنی فیصلہ کی توفیق بخشے اور حکومت پاکستان کو ان پر خلوص دل سے عمل درآمد کی توفیق دے...... آمین!

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ